
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)

جرمنی کی تازہ اور حیرت انگیز ایجاد

آلہ نامردی

اس نئی ایجاد کا نام [illegible] ہے جرمنی کے مشہور اور ماہر ڈاکٹر [illegible] اور [illegible] کی سالہا سال کی محنت اور تجربہ کا نتیجہ ہے۔ ۱۹۳۳ء میں دنیا کے ہر ایک ملک میں رجسٹرڈ اور پیٹنٹ کیا گیا ہے۔ بس اب کوئی اندرونی یا بیرونی دوائی یا مرہم وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ **استعمال میں صرف ایک منٹ لگتا ہے ہم گارنٹی کرتے ہیں کہ ایک منٹ میں کامیابی یقینی اور لازمی ہے ورنہ قیمت واپس** دی جائے گی جرمنی نے جہاں اور باتوں میں نام پایا ہے وہاں اس ایجاد میں بھی خوب کمال کیا ہے۔ کمزور سے کمزور انسان بھی ایک منٹ میں مرد بن سکتا ہے چونکہ یہ اعلیٰ کی ایجاد ہے۔ اس لئے پرانے ایجادات سے بہت افضل ہے۔ کیونکہ آبادی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے دنیا کو معلوم ہے کہ جرمنی میں [illegible] کے بہت سے آدمی مارے گئے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے۔ اور خوشی کہ ہندوستان بھر میں یہی ایک واحد آلہ نامردی جرمنی کی ساخت ہے۔ کہیں لاعلمی کی وجہ سے دھوکہ میں نہ آجائیں قیمت پندرہ روپیہ (۱۵) محصول ڈاک [illegible] حالات کے لیے ماہوار رسالہ [illegible] یعنی رفیق خاموش مفت طلب فرماویں۔ تمام درخواستیں اس پتہ پر ہوں:

انٹرنیشنل کمرشیل کارپوریشن [illegible] بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

تصویر نہ کھینچے تو کیمرہ واپس لے کر قیمت واپس دیں گے

پوشیدہ ہینڈ کیمرہ

ہر شخص بغیر استاد کی مدد کے اس کیمرہ سے عورت مرد بچوں و ہر کسی جانور اور چرند پرند اور [illegible] آدمیوں کے گروہ کی فوٹو چند منٹ میں کھینچ سکتا ہے۔ [illegible] ترکیب ہمراہ پارسل روانہ کیا جاتا ہے۔ اس سے ۲×۳ [illegible] پوسٹ کارڈ سائز کی تصویر آتی ہے۔ قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک و پیکنگ [illegible] علاوہ کیمرہ کے دو پلیٹ، دو پی، [illegible] ایک فریم، ایک [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] مصالحہ بھی روانہ کیا جاتا ہے [illegible]

پتہ:- شیو بہاری رام گوپال برادرس علیگڑھ

بڈھے جوان بن گئے

صرف خوردنی خضاب کھائیے

اگرچہ کھانے والے خضاب [illegible] بہت ہیں مگر مفید [illegible] ہیں کہ [illegible] بامر [illegible] لیکن بعض مشکلات پر نظر رکھ کر ہم نے ایسا خوردنی خضاب [illegible] صرف [illegible] کھانے سے [illegible] نہ صرف سفید بال ہی ہمیشہ کے لیے سیاہ ہو جاتے ہیں بلکہ چہرہ کا رنگ [illegible] جوانوں کی طرح [illegible] ہے [illegible] آنکھوں میں طاقت۔ دماغ میں حرارت پہونچاتا ہے۔ بال کیسے ہی وقت سے پہلے [illegible] سفید ہو گئے ہوں [illegible] سیاہ ہو جائیں گے۔ بینائی کو [illegible] تیز کرتی ہے [illegible] کی عادت جاتی رہتی ہے۔ قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے اور معدہ کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جو کھائیے [illegible] ہضم [illegible] بڑھاتا ہے [illegible] اپنے کو [illegible] جوانوں میں شمار کرنے لگتا ہے۔ غرض [illegible] کھانے سے [illegible] شباب قربان ہوتا ہوا نظر آنے لگتا ہے۔ [illegible] اب آپ [illegible] خضابوں کی شیشیاں توڑ کر پھینک دیجیے اور اسے استعمال کیجیے بڑے بڑے سند یافتہ حکیم ڈاکٹر وید وغیرہ [illegible] میں [illegible] شہرت حاصل کر [illegible] پیدا کر [illegible] جس [illegible] قصبہ یا گاؤں میں اس کا ایک پارسل پہونچ جاتا ہے۔ اس کے حیرت انگیز فوائد کو دیکھ کر [illegible] ہونے کی وجہ سے [illegible] آرڈر آتے ہیں لطف یہ ہے کہ [illegible] ہر جگہ [illegible] سفر [illegible] میں بھی استعمال کر سکتا ہے۔ [illegible] ترکیب استعمال ہمراہ پارسل ملے گا۔ قیمت مکمل [illegible] خوردنی خضاب کی صرف سات روپیہ آٹھ آنہ (۷) [illegible] مع محصول ڈاک و پیکنگ۔

سارٹیفکٹ ملاحظہ ہو

[illegible] صاحب سکریٹری [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا [illegible] خضاب خوردنی استعمال کیا گیا میرے کے بال جو عالم شباب ہی میں سفید ہو گئے تھے [illegible] کے استعمال سے بالکل سیاہ ہو گئے [illegible] دوستوں کے لیے دو بکس اور بھیج دیجیے۔

مقامی اخبار شیعہ کالج نیوز نے [illegible] کے پرچہ میں [illegible] کہ ہم نے خضاب خوردنی کا تجربہ کرایا تو واقعی سفید بالوں کے سیاہ کرنے میں بیحد مجرب ثابت ہوا علاوہ اس کے [illegible] مقوی باہ۔ مقوی بصر [illegible] وغیرہ کے حق میں [illegible] ہے۔

عالیجناب [illegible] صاحب [illegible] تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا خضاب خوردنی بہت مفید ثابت ہوا [illegible] میں اسکی دھوم مچی ہوئی ہے لہٰذا جلد سے جلد [illegible] بکس [illegible] وی پی روانہ کیجیے۔

ایڈیٹر صاحب روزنامہ ہمدم [illegible] کے پرچہ میں خضاب [illegible] کے متعلق ریویو [illegible] ہیں کہ اس کے [illegible] نظام جسمانی خصوصاً عصابی [illegible] پر [illegible] ہیں [illegible] ہے۔ [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible] علاوہ اس کے

آپ کے اطمینان کے لیے صدہا میں سے چند [illegible] [illegible]

المشتہر:- منیجر کارخانہ خوردنی خضاب حکمی شفا لکھنؤ

جادوگری

[illegible] جادوگری کی تعلیم حاصل کرکے دنیا میں عزت شہرت اور بے انتہا دولت [illegible] [illegible] حاصل کر [illegible] جادوگری [illegible] علاج [illegible] مسمریزم [illegible] کا طریق سیکھنا ہو یا اپنے مرحوم عزیزوں کی ارواح سے ملاقات کرکے [illegible] تو [illegible] کتاب [illegible] ہرگز [illegible] آپ کے پاس روانہ کریں گے۔

المشتہر

دی آل انڈیا [illegible] ہاؤس پوسٹ بکس ۹ دہلی

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے [illegible] اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت [illegible] ٹکٹ بھیج [illegible] آرڈر [illegible] ہے۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۰ نمبر ۲۴

مضامین غیر

مورخہ ۲۴ ؍ جون ۱۹۲۵ء

غـزل

ذرۂ شہر خموشاں داغ کا پتلا ہوں میں
کہ شام غم کی تاریکی سے گھٹ کر مر گیا ہوں میں
نہ شرمندہ اجل کا ہوں نہ ممنون شفا ہوں میں
کہ مرگ اور زیست کی رسی میں جھولا جھولتا ہوں میں
گریباں پھاڑ کر کیونکر نہ اسکی دھجیاں بنتا
ازل سے انکے گھونگروالے بالوں پر فدا ہوں میں
بھلا جاں بینا اور جاں دینا کوئی دل لگی ٹھہری
نہ تم ایسے جری ہو اور نہ ایسا منچلا ہوں میں
مجھے ڈر ہے کہ یہ دنیا کہیں نا پید ہو جائے
تلاطم خیزیٔ گریہ سے بسا ہو گیا ہوں میں
چھتر منزل کی دیواروں کا سایہ مجھ کو کافی ہے
نہ شاہی کی ہوس نے طالب ظل ہما ہوں میں
مرے معشوق کی ٹوپی چھپر ا چل گئی آخر
یہ کہہ کر آہ گو نگی تھی دل سے نارسا ہوں میں
کہوں صاحب کو گر نہ مرو کیوں ورد مزا کا پہلا
جناب ڈاروں خود کہہ گئے ہیں بوزنہ ہوں میں
تمہارے جذب الفت نے چکر گھنی بنایا ہے
بجائے گریہ کیسے طائر قبلہ نما ہوں میں
خدا وند قفس کی تیلیوں کو زنگ کھا جائے
ادھر میں پھڑ پھڑاؤں اور یہ ٹوٹیں اور رہا ہوں میں
حکیم ان سے سوال وصل کی آخر تھی کیا جلدی
کر گھبرا کر یہ بول اٹھے ابھی ناکتخدا ہوں میں

راقم

حکیم ابوالبیت محمد مسیح الدولت اسد اللہ انصاری
رضوی ممبر انجمن جلالہ ادب فرنگی محل لکھنؤ

بیخودی

(نمبر ۳)

(تتمہ ۱۷ ؍ جون ۱۹۲۵ء)

خود بیخود صاحب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جس طرح سرخی اگرئی وغیرہ رنگوں کے نام ہیں اسی طرح قفسی کسی رنگ کا نام نہیں ہے۔ لیکن باوجود تسلیم دعوے یہ فرماتا کہ :-

"رنگ سیاہ کی جگہ پر قفسی رنگ کہنا اور پھر بلبل کے متعلق ضرور رد و کد کے قابل ہے"

اہل فن کے نزدیک "التماس لا یخلو عیب" سے خالی نہیں یعنی خاصم سے یہ فرمائش کہ حضرت ہماری خاطر سے ہمارے قول کو تسلیم کر لیجیے اگرچہ آپ کا دعوے صحیح ہے یا اس قسم کا دھوکا ہے جیسا کہ لکھنؤ کے ایک تنبنا رئیس کو ہوا تھا۔ بات یہ ہوئی کہ رئیس صاحب کسی انگریز حاکم کا استقبال کرنے ریل کے اسٹیشن پر گئے۔ فٹن پر سوار تھے۔ اتفاق سے حاکم کی گاڑی ٹھیک وقت پر اسٹیشن پہونچ گئی رئیس صاحب نے فرمایا کہ میری فٹن حاضر ہے۔ حاکم صاحب آتے ہی صدر میں بیٹھ گئے۔ رئیس صاحب نے یہ ملاحظہ نہیں فرمایا کہ گھوڑے کدھر جتے ہیں پائین کو صدر سمجھ کے بیٹھے اور حاکم کا ہاتھ پکڑ کے کھینچنے لگے :

"حضور ادھر تشریف رکھیے۔ واللہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں صدر میں بیٹھوں اور آپ پائین تشریف فرما ہوں" پہلے تو کھینچا کھینچی کچھ دیر ہوتی رہی آخر حاکم نے جھنجھلا کے کہا :

"ول ہم بہوت اچھا بیٹھا ہے آپ گھوڑے کا دُم رکھیے"

ارے! اب جو نظر کرتے ہیں تو لاحول ولا قوۃ ہم ہی سے چوک ہوئی۔

مگر سخن پروری کا بھلا ہو۔ جب تک زندہ رہے یہی کہتے رہے کہ واللہ پائین نشینی صدر نشینی سے افضل ہے۔ میں تو حاکم کو انکسار کا سبق دیتا تھا۔ علے ہذا القیاس جناب بیخود کا یہ فرمانا کہ :-

"شعر میں جہاں دوسرے معنی کا احتمال پیدا ہو

وہ سست ہو گیا یہ صحیح ہے مگر جب احتمال ہوتا؟" اسی انکسار کے تحت میں داخل ہے کیا معنی کہ حضرت نے گھوڑے کی دُم نہیں دیکھی۔ مصرعہ -

اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

خود ہی ظاہر کرتا ہے کہ نشان جگر سوختہ کا انتساب مبہم اور محتمل ہے۔ اور اس ابہام کا خالی از لطف ہونا بجائے خود ثابت ہے۔ شعر میں کئی معنی پیدا ہونا اور بات ہے اور زبردستی کئی معنی ٹھونس کے اپنی طرف سے خانہ ساز نکالنا دوسری بات ہے۔

اگر جناب بیخود احتمال اور توجیہ کے اصطلاحی فرق پر غور فرماتے تو خاقانی اور میر کے کلام پر خواہ مخواہ خامہ فرسائی کرکے وقت ضائع نہ کرتے خاقانی کا یہ قول

همسایه شنید ناله ام گفت
خاقانی را دگر شب آمد

کوئی احتمالی معنی نہیں رکھتا جتنے معنی آپ نے بیان کیے ہیں وہ "دگر شب آمد" کی توجیہات ہیں، احتمالات نہیں ہیں۔ احتمال کی تعریف ہے :

"ما لا یکون تصور طرفیہ کافیا بل یتردد الذہن فی النسبۃ بینہما"

حضرت غالب کے نشان جگر سوختہ میں تردد ہے کہ کس طرف اسکی نسبت دی جائے۔

توجیہ کی تعریف ہے :-

"ایراد الکلام محتملا لوجوہ مختلفۃ" یہاں کلام کی نسبت ظاہر ہوگی مگر اسکے مختلف اسباب و وجوہ بیان کیے جا سکیں گے۔

مثلاً حضرت میر کا قول ہے

جم گیا خوں کف قاتل پہ مرا میر زبس
اُن نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتے دھوتے

آپ کو اختیار ہے "رو رو دینے" کے جتنے وجوہ نکال سکیں نکالتے چلے جائیں۔ غصہ، ندامت، ناز، نازکی، خوف، افشائے راز، رنج، غرض جدھر کل کیجیے ادھر ہی لطافت و لطف کے دریا کا دہانہ کھل جاتا ہے۔

حضرت غالب کے اس شعر میں توریہ کی صنعت بھی نہیں ہے اسلیے کہ توریہ کی تعریف ہے :

"ان یرید المتکلم بکلامہ خلاف ظاہرہ"

بھلا بتائیے یہاں شعر نے ظاہر کلام کے خلاف کب اضافہ کیا ہے جو آپ فرماتے ہیں۔

یہ خاص کر تو دیہ کے حل پر تو دیا الزام کمال دہلی آدمی کے بھی پڑا نا ہے ، وہ حضرت ماہ معلوم ہوا کہ آپ علمی اصطلاحات کے ماہر کامل ہیں۔ خدا کے لیے بے سمجھے بوجھے قلم نہ اٹھایا کیجیے۔ تحریر سے باقی ہے لوگوں کے واسطے ہنسنے ہنسانے کا وہ ہی سامان مہیا کر دینا اگرچہ خوب کی بات ہے لیکن خود آپ کے افادات پر اس ہنسی کا اچھا اثر نہ ہوگا۔ آپ نے اس شعر کے چار حل اپنے نزدیک بہت کوہ کنی کے ساتھ لکھے ہیں۔ ان میں پہلے مصرعہ کا مفہوم وہی ہے جو حضرت طباطبائی نے لکھا ہے دوسرے مصرعے میں البتہ حق مطلب فہمی اصلاح ادا کیا ہے کہ شاعر اپنے جگر کے سوز نا تمام سے جیب گیا قمری خاکستری اور بلبل قفسی کی صف میں آتے ہوئے شرماتا ہے دوسرے حل میں شاعر شرماتا نہیں بلکہ مغرور ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ میں تجھے کیا بتاؤں میرے جگر سوختہ کا نشان کیا میں بلبل و قمری کا سا اوچھا نہیں مجھے جیسا نور عطا ہوا ہے ویسا ہی ضبط بھی گویا اے نالہ کہہ کے شاعر نے جواب دخل مقدر لکھا دیا ہے۔

تیسرے حل میں شرم و غرور کی جگہ شکایت نے لی ہے فرماتے ہیں ہم ایسے بد نصیب ہیں کہ سوز دل نے کلیجہ پھونک دیا اور دنیا نے نہ جانا کہ ہم پر کیا گزری چوتھے حل میں اشتباہ ہے یعنی شاعر کہتا ہے کہ ایک کا رنگ خاکستری ہے دوسرے کا سیاہ آخر ان دونوں میں ترجیح کس کو ہے یعنی میرے نزدیک تو قمری کو بلبل پر ترجیح ہے ہوا فہمی الفاظ اور قرائن لفظی و معنوی سے قطع نظر کے بعد جو جی میں آئے کیسے کوئی پرسش کا حق نہیں رکھتا مثلاً اے نالہ ایک رنگریز کا نام تھا اس نے بلبل کو قفسی رنگ میں رنگا اور قمری کو خاکستری رنگ میں

جگر سوختہ کا رنگ معلوم نہ تھا تو شاعر نے نالہ سے پوچھا اس نے کہا وہ تو بتا دے رنگ کی وجہ نہ کہو وہی جگر سوختہ ہے یا پوچھتے چلے جاؤ بجز جسو بجے کی دکان پر پتا مل جائے گا وہاں نہ ملے تو کبابی کی دکان سامنے ہے اس سے پوچھ لینا حد ہ دنالہ آئندہ ہیں احتمالاً تو جو چاہو۔ قرآنی حضرت بیخود بتا ہی دیجیے۔ گھبرانے کی بات نہیں۔

حضرت غالب کا پچھلا شعر ہے ؎

تو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو
معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے

جناب طباطبائی کے حل کا ماحصل یہ ہے کہ تیرے بے مثلی یا بھچپن نے وحشتِ دل کو افسردہ کر دیا معشوق ہوکر


"وعدہ ہائے عوتوبی کا انتظار"
"بالٹی خالی ہے گائے نے تو دودھ دیا نہیں"

ہتنی ٹھنڈی طبیعت عجب بلا ہے یعنی قابلِ نفرت ہے۔ مولانا فرماتے ہیں لفظ وحشت اس شعر میں وحشت کے ذوق و شوق کی جگہ پر باندھا ہے۔ اور اصل میں وحشت و نفرت کے معنی قریب قریب ہیں دو بیان نہیں بنتے۔

حضرت بیخود فرماتے ہیں "طرفہ بلا ہے" کے معنے عجب رذائل؛ بے جوڑ تماشے کی بات ہے۔ اور وحشت کے معنے یہاں دلولے اور امنگ کے ہیں جیسے معشوق اپنی زبان میں وحشت کہتے ہیں جب عاشق معشوق کو چھیڑتا ہے یا دلی تمنا بیان کرنے لگتا ہے تو غمزہ و کلفر اسکی زبان سے ایسے الفاظ نکلوا دیا کرتا ہے جیسے یا وحشت۔ یا پھر وحشت کی لینے لگے۔

مولانا طباطبائی نے یہاں کی غلطی سے قابلِ نفرت ہونے کا قرینہ پیدا کیا ہے ایسے کی تانت و بلا قابلِ نفرت ہے۔ یہیں حضرت بیخود سے اس قرینہ زائدہ اختلاف کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کل بے جوڑ تماشے کی بات سہی۔ مگر وحشت کے ساتھ یہ نئے معنی خدا جانے کس لغت میں ہیں۔ دہلی زبان معشوق و عام کی کوئی لغت آج تک ہم نے نہیں دیکھی۔ نہ یہ قاعدہ کہیں دیکھا ہے کہ جب عاشق معشوق کو چھیڑے تو وہ کہے یا وحشت۔ وحشت کی بینا اور بات ہے اور وحشتِ دل مع الاضافہ اور چیز ہے۔ پہلی اردو ہے دوسری عربی و فارسی سے مرکب۔ اسکے علاوہ غالب کا معشوق ہونا بھی کسی تاریخ میں ہماری نظر سے نہیں گزرا اور شعر قائل اس قول کا ہے ؎

تو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو

خود شاعر ہے معشوق نہیں ہے جو یا وحشت اسکی نصرت میں لغت کا لفظ ہے۔

دے حضرت وحشت کے معنی غم۔ ڈر۔ تنہائی وغیرہ ہیں۔ امنگ اور دلولے کے نہیں ہیں۔ حضرت طباطبائی نے خود ہی فرما دیا کہ وحشت سے ذوق و شوق مراد لینا صحیح نہیں مگر آپ کو شارہ مل جانے سے غرض ہے جھٹ ذوق و شوق کا ترجمہ دلولہ اور امنگ فرما دیا کہ کسی طرح طباطبائی کی شرح سے سرقہ کرنے کا الزام دفع ہو جائے چاہے اس جدو جہد میں زبان معشوق و عام کی لغت کی کتاب ہی گڑھنا پڑے۔ چنانچہ شعر سابق کی شرح میں صرف اشارہ حضرت طباطبائی نے کیا تھا کہ یہ احتمال یہ بھی ہے کہ اپنے جگر سوختہ کا حال شاعر پوچھ رہا ہے اور آپ نے جھٹ اسی احتمالی معنی کی بنیاد پر تین چار دوہی دیواریں کھڑی کر دیں۔ یہ نہ سمجھے کہ اہل نظر تاڑ جائیں گے اور ان معانی کو حضرت طباطبائی کا چبائے تھوکا ہوا لقمہ سمجھیں گے غزل کے ساتویں شعر میں جناب بیخود کو کسی اختلاف نہیں شعر یہ ہے ؎

مجبوری و دعوی گرفتاری الفت
دست تہ سنگ آمدہ پیمان وفا ہے

مگر لطیف نکتہ سن لیجیے فرماتے ہیں "کہ عہد کرتے وقت ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں گویا ہم سے اور معشوق سے پیمان وفا نہیں ہوا بلکہ مجبوری سے" یہاں مجبوری نری بیچ تصور کی گئی ہے) شعر وہ دری بلاغت وہ رسائی ذہن - مجبوری میں ریج کیسی ظاہری دلیل کے ساتھ مجھی گئی ہے کہ جی جس عشق کر گیا - غریب مرحوم شاعر کے فرشتوں کو بھی مجبوری میں ریچ نہ ملے دی ہوگی - نہ یہی خیال ہوگا کہ "دست تہ سنگ آمدن" میں یہ نکتہ بھی مخفی ہے کہ عہد کے وقت ہاتھ پر ہاتھ مارا جاتا ہے - ہمارے نزدیک اگر مان لیا جاتا کہ گرفتاری الفت کے بعد ایک لفظ اور بھی مقدر ہے یعنی در اصل "گرفتاری الفت بت" ہے - تو "تہ سنگ آمدن" اسطرح کہ بت نے پیمان وفا کے وقت عاشق کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا بالکل صحیح ہو جاتا آٹھویں شعر میں بھی حضرت بیخود کو کسی سے اختلاف نہیں ہے

معلوم ہوا حال شہیدان گزشتہ
تیغ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

مولانا طباطبائی کی شرح پیش نظر نہیں ورنہ تصور اور مطلب کی توضیح کی جاتی شعر صاف اور سادہ ہے "آئینۂ تیغ میں جلوۂ مرگ دیکھ کے پچھلے شہیدوں کا حال معلوم ہو جاتا ہے" کوئی ایسی اہم جدت نہیں جس پر غالب سا شاعر مجتہد نازکرے -

نواں شعر بھی محل تخالف نہیں ہے

دے پر تو خورشید جہاں تاب ادھر بھی
سایہ کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے

علے ہذا القیاس دسواں شعر

ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد
یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے

اگر اختلاف ہے تو صرف اسقدر کہ حضرت طباطبائی نے ایسے الفاظ داد کیوں دی کہ میر تقی میر کو بھی حسرت ہوگی کہ یہ مضمون مرزا نوشہ کے لیے بچ رہا -
گیارھواں شعر مقطع ہے

بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

اور یہ بھی محل اعتراض و مخالفت نہیں -

خاتمۂ مضمون پر ہم حضرت بیخود سے عفو تقصیرات کے خواستگار ہیں اور ملتمس ہیں کہ یوسف شرح دیوان غالب کو جلد ہی عرض بازار فرمائیں جاقعی ایسے نئے نکات کسی شرح میں موجود نہیں ہیں -

راقم

ادبار الشعرا

پارہاے دل آزاد

ہمارے مہربان دوست سید اظہر علی صاحب آزاد فارسی زبان پر کافی عبور رکھتے ہیں اس زمانہ میں فارسی کی طرف اہل فضل کی توجہ بہت کم ہو گئی ہے البتہ ایسے اشخاص کی کمی نہیں جو بغیر محنت کیے ہر فن کی مہارت کا دعوے کر بیٹھتے ہیں اور اور اپنے بیہودہ تصرفات سے اردو اور فارسی دونوں کی جان پر آفت نازل کرتے رہتے ہیں ایسی حالت میں سید آزاد کا وجود نہایت مغتنم ہے یہ چند مطلع انکے دیوان سے انتخاب کیے گئے ہیں -

زندہ دل را گردش ایام خنداں بگزرد
شاد در صحرا و ست اندر بیاباں بگزرد

—

دخاں باشد دلیل آتش دہن جود آہم را
بخواں ہد نقش خاک خانہ احوال تباہم را

—

اگرچہ دست ستم از ستم نخواہد ماند
خموش باش ستم نیز ہم نخواہد ماند

—

مردہ شد زندہ کہ تا شاد بود شاد آمد
زندہ شد مردہ کہ با نالہ و فریاد آمد

—

عشوۂ شوخ تو چوں بر سر امداد آمد
آہ بشکست بخوں نالہ بفریاد آمد

—

نہ آفتاب بلند آمد است منزل ما
کہ عرش پاک سراپردہ است از دل ما

—

شکست آہ بخوں گریہ بے حساب آمد
گزشت وقت تیمم کہ سیل آب آمد

—

چشم جنوں نواز داستی صبح و شام بس
آہم اگر نمی رسد بجز دعا پیام بس

عشق بچشم نیم باز جینہ فگار دے تو ناوک غمزۂ بکشد ہر نفسش حیائے تو

سوختنم بہ آرزو دست حاصل مدعائے تو سوزم و خاک میشوم خاکم و خاکپائے تو

پیش نظار توخانۂ عالم جنسے نہاں دارد نہ باین نقطۂ کو دست کو بی مکاں دارد
(رباعی بیر گیمی)

راگ دھاری بیہودہ گو نقٹّا

"ادب لطیف کا نمونہ"

کشمیر کی گلیاں گواہ ہیں جبکہ ایک بے کیف ترنم ایک مدہوش جنت بینوائی ایک سعتر روزگار نغمات عشوہ ریزی ایک سست تبسم یاسمی نغمات گونا [illegible] اپنے وتنبل شمشہ یار کے ساتھ گلیوں کی خاک ہوتے افزود کرتا۔ اور پیمانۂ مقعر عشوہ بدبو سے غلاظت پاش ہوتا۔ در بدکشتی نشیب اسوں تھا۔ اسکی ہر ادائے خیرہ ریز عفونت دریوزہ گری افگن تھی کہ کشکول واژگوں زیر نظر رہ نوردان بادۂ بدافعانی ہوئی۔ ٹمٹ کے ٹمٹ لگ گئے خوف دل سیاہ کی وہ بارش ہوئی کہ تو بہ بھلی۔ ہر ادائے مختسانہ ہر صدائے سکون فروشانہ ہیچ جذبات بیہودہ درانی۔

ترنم اوّل فقیرانہ

نحس و نحوست عال سے نقٹّے الفت میں بدحال سے نقٹّے
میلے اُجلے بالوں والے منحنے پچکے گالوں والے
مجنونی قسمت والے مسکونی رنگت والے
کس کی کونڈی کس کا سونٹا گلے میں نرگس کا سونٹا
لے کر جھولی۔ آئے ڈھولا بھیک کا اپنی پھاٹک کھولا

اے نقٹّے ——— وائے نقٹّے
——— تیرا منہ تھک جائے نقٹّے

یہ تیری ادباری صورت شکل نحنت روح نحوست
یہ سر ری یہ سست بڑھاپا سر پہ تیرے رغی کا ٹاپا
تکیے میں محدود نہیں تو بھٹی سے مردود نہیں تو
بے شرمی پر غالب تو ہے ہر بھبتی کا طالب تو ہے
ذلت ورثہ تیرے گھر کا لعن زدہ تو دنیا بھر کا

اے نقٹّے ——— وائے نقٹّے
——— منہ تیرا تھک جائے نقٹّے

چھینک سے خارج ناک ہے تیری ہڑکی جلی پاک ہے تیری
دانتوں سے بے باک دہانہ تیری غذا ہے سا گودانہ

بھیک کے دانہ مال غنیمت خار و خلیل میں بھوک کی شدت
پول کا منگتا وصل کا جوگی ہے تو گند سے روگ کا روگی
خود وحشی اور طالب وحشت خود حسرت اور مائل حسرت

اے نقٹّے ——— وائے نقٹّے
——— تجھکو غیرت آئے نقٹّے

جوش یہ اچھا جوش نہیں ہے غرقی کا بھی ہوش نہیں ہے
مدت گزری نیند نہ آئی ہاتھ کے بدلے ٹانگ بڑھائی
تجھ کو دیکھ کے تے ہوتی ہے لیکن اس میں نے ہوتی ہے
عیش پرانی گفنڈی تیری اس پر دشمن سردی تیری
اُلٹی سیدھی باتیں تیری تھسی بھسائی گھاتیں تیری

اے نقٹّے ——— وائے نقٹّے
——— تجھکو غیرت آئے نقٹّے

غور سے دیکھ کے صورت تیری آئی سمجھ میں حالت تیری
خنثٰی ہے تو تو نر نہیں ہے عورت ہے کو مرد نہیں ہے
مطلب یہ ہے جان بھی لے لے رہا سہا سامان بھی لے لے
بی مُتّا کی خالہ بن جا بیری میں دلالہ بن جا
ٹھا تیری جیکلہ تیرا چرخا تیرا تکلا تیرا

اے نقٹّے ——— وائے نقٹّے
——— تجھکو غیرت آئے نقٹّے

آ میں تجھ کو راہ بتادوں گلی میں مُتّا کی پہونچا دوں
لیکن اتنی بات سمجھ لے بات کا بدلہ لات سمجھ لے
مُتّا مارے تو پیٹ لینا ڈنڈا مارے تو پیٹ لینا
تجھ کو کام ٹھکانے سے ہے مطلب صرف کمانے سے ہے
غرض یہ ہے تو کھائے کمائے عمر گنا ہوں میں کٹ جائے

اے نقٹّے ——— وائے نقٹّے
——— خدا تجھے شرمائے نقٹّے

(دنا فرد)

نغمۂ ثانی

طنبورۂ مستان

ہر حال میں عریاں تھا ہر وقت پشیماں تھا
آغاز پہ خنداں تھا انجام پہ نالاں تھا
سودا [illegible] پریشاں تھا سرگشتہ و حیراں تھا
آلودۂ عصیاں تھا ناحول گریزاں تھا
طنبورۂ مستاں تھا طنبورۂ مستاں تھا
شہکارۂ دہر جبائی آوارہ و سودائی



"دلدل"

"ہموار زمین کی تلاش ہے۔ بوجھ معمولی نہیں۔ دیکھیے بیڑا کیونکر پار لگتا ہے؟"

بازاری و صحرائی آئینۂ رسوائی
طاعون شکیبائی سوزاک تماشائی
مشتاق جبیں سائی شغل شب تنہائی
طنبورہ مستاں تھا طنبورہ مستاں تھا

مجروح غم خلوت بد طینت و بد خصلت
برباد کن عصمت بدنام گئی حالت
در یوزہ گر خفت بیہودہ و بے حرمت
اے لعنت اے لعنت یا وحشت یا وحشت
طنبورہ مستاں تھا طنبورہ مستاں تھا

کردار زبوں برسر اظہار دروں برسر
انجام جنوں برسر سودائے فزوں برسر
خاک ہمہ گوں برسر آلائش خوں برسر
فقدان سکوں برسر چوں از دل وچوں برسر
طنبورہ مستاں تھا طنبورہ مستاں تھا

یاروں کی محبت میں یا گردش قسمت میں
گرداب رقابت میں طوفان ملامت میں
ادبار و مصیبت میں انکار رذالت میں
اظہار جہالت میں میدان صحافت میں
طنبورہ مستاں تھا طنبورہ مستاں تھا

نوٹ:۔ اس بازاری زبان کو دیکھ کر منہ کے رونگٹے اردو کا ماتم کیجیے مگر خدا کے لیے معنی نہ پوچھیے اس لیے کہ ادب لطیف معنی سے مستغنی ہو تو پھر ادب لطیف نام ہی کیوں رکھیے۔

راقم ——— خواجہ علی محمد از آگرہ

—o—

ہندی شاعری

نمبر ۵

اس مضمون میں خانخاناں کے وہ نئے دوہے جو ابھی تک طبع نہیں ہوئے درج کیے جاتے ہیں۔ ان کے آخری دو چرن یعنی دو مصرعے غالباً ناظرین پنچ کے واسطے تفریح و تفنن کا باعث ہوں گے۔

قولہ

گھایک گھنیرے دُکھ دایک ہیں بیرے شت
نین بان تیرے ادر بیدھی بیدھی جات ہیں

گھایک = قاتل۔ گھنیرے = بہت۔ دُکھ دایک = تکلیف دہ۔ شت = ہمیشہ۔ نین بان = تیر نظر۔ ادر = دل۔ سینہ۔ بیدھی بیدھی جات ہیں = چبھے جاتے ہیں۔
ترجمہ:۔ یہ تو غضب کے قاتل ہیں اور مجھے ہمیشہ ستاتے رہتے ہیں۔ یہ تیرے تیر نظر تو میرے دل میں چبھے جاتے ہیں۔

دوسرا کبت اپنی مصیبت کے اظہار میں ہے۔

جیو کا ہاری جو پیے آورن کی کر ڈاری
بھج کے بہاری تو کہا تیری ہاجی

کہتے ہیں کہ میری دولت دوسروں کی کر دی۔ اے بیچ میں بہار کرنے والے (یہ اشارہ کرشن جی کی جانب ہے) اگر یہ حالت ہے تو آپ کی صاجی کیسی کہ میں اس طرح مصیبت جھیلوں۔

سمت ۱۷۴۰ بکرمی میں بمقام بلگرام سید مبارک علی صاحب عربی فارسی کے علاوہ سنسکرت داں بزرگ گزرے ہیں جو ہندی میں اپنا نام (تخلص) مبارک کرتے تھے یہ بھی ہندی کے اچھے شاعروں میں تھے انھوں نے سراپا ہندی دوہوں میں نظم کیا تھا یہ نا تمام اتفاق لگا ہے اور چھپ گیا ہے۔ صرف زلف اور خال کی صفت میں دو شتک ملے ہیں۔ یعنی آپ نے ہزار دوہے اس سراپا میں تصنیف کیے تھے جن میں سے صرف دو سو کے قریب دستیاب ہوئے ہیں ایک کا نام "الک (زلف) شتک" اور دوسرے کا نام "تل شتک" ہے۔ بقیہ آٹھ شتک ابھی تک طبع نہیں ہوئے ممکن ہے کہ ان کے خاندان میں اگر کوئی ہو تو ان کے پاس ہوں۔ اگر کسی صاحب کے کتب خانہ میں اس کی جلد ہو تو اسے ضائع ہونے سے بچائیں یا تو خود طبع کر کے فائدہ اٹھائیں یا بذریعہ اودھ پنچ اطلاع دیں کوئی نہ کوئی علم دوست اسے طبع کرا دے گا۔ سپہ سالار فوج کا کلام آپ سن چکے اب کسیقدر کلام مولوی مبارک علی صاحب کا بھی سن لیجیے۔

زلف کی صفت میں فرماتے ہیں۔

الک ڈور مکھ چھب ندی بیسر بنسی لائے
دے چارہ مکتان کو موحت چلی پھند اسے

منھ یعنی رخسار کی چھب کو دریا اور الک یعنی زلف کی ڈور بنائی ہے اور بیسر یعنی نتھ کی بنسی (کٹیا) تیار کی ہے۔ مکتا یعنی موتیوں کا چارہ لگا کر اس دریائے حسن نے کیا کیا ہے کہ مو یعنی میرے (مولوی صاحب) چیت یعنی دل کو پھندانے یعنی گرفتار کرنے چلا ہے۔ واہ واہ مولوی صاحب کس خوبی سے آپ نے اپنے تئیں گرفتار کرایا ہے۔

دوسرا دوہا ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں۔

الک مبارک تیہ بدن جھلکت جھلک اپار
چلی چشمہ کے بیچ تیں منو جمن کی دھار

مولوی صاحب اس زلف کی صفت میں دوسرا خیال یہ پیش کرتے ہیں۔ اس کی بانگی بھی ملاحظہ ہو۔
اے مبارک اس شوخ کے جسم پر زلف کا حسن یعنی جھلک ہی نرالی ہے گویا ماہ کے چشمہ سے جمنا کی دھار بہہ رہی ہے۔

چونکہ جمنا کا پانی جا کر گنگا میں گرتا ہے اس لئے سدی صاحب نے زلف کی تشبیہ جمنا کی دھارے دی ہے۔

مٗو دو ہے خال کی صفت میں بھی ملاحظہ طلب ہیں۔ یہ مثال بھی نرالی ہے۔

گورے مکھ پر تل بسے تاہی کروں پرنام
مانو چند بچھائے کے بیٹھے سالگرام

اس حسین کے رخسار پر تل ہے میں اُسکے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ بہتر تشبیہ یہ ہے کہ چندرما (کی پوجی) بچھا کر سالگرام بیٹھے ہوئے ہیں۔

دوسرے دوہے میں مولوی صاحب نے جوگ سادھا ہے اور حبس دم کرکے چاہ ذقن میں اُتر گئے ہیں اور تل کی مسل چاہ ذقن کے کنارے رکھ دی ہے اور وہیں جوگ رما یا ہے فرماتے ہیں

من جوگی آسن کیو چبنگ گو بچا میں جائے
رہیو سمادھی لگائے کے تل مسل دوارے آئے

چبنگ گو بچا = چاہ ذقن۔ سمادھی = عمل حبس دم

جس کتاب سے مبارک علی صاحب مبارک کا کلام لیا گیا ہے وہ ایک چھوٹا سا رسالہ بھارت جیون پریس بنارس میں چھپا ہے۔

آپ نے مولوی صاحب کی ہندی شاعری ملاحظہ کی اب مہاراج منوہر داس کی طبع آزمائی ملاحظہ کیجیے یہ اکبر اعظم کے دربار کے شاعر ہیں انہوں نے بالکل نئی روش اختیار کی ہے حضرت امیر خسرو نے تو فارسی مصرع میں ہندی کا پیوند لگایا تھا مگر ہمارے مہراج نے اسمیں اور بھی جدت کی ہے آپ نے عربی فارسی الفاظ کا پیوند ہندی میں لگایا ہے۔

امیر خسرو فرماتے ہیں۔

زحال مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں
دورائے نیناں آنکھ چرانا۔

مہاراج منوہر داس جی فارسی کے شاعر بھی تھے اور توسنی تخلص کرتے تھے اور ہندی کا نام منوہر تھا۔ آپ کی تخیل بھی ملاحظہ ہو۔

اندو بدن نرگس نین سنبل وارے بار
اُر کُم کوکل بین جی تکھی لاجبت ہار
(انکھ)

اس معشوق کا جسم طالی رخسار ہی نہیں ماہ کی طرح چمکتا ہے نرگسی آنکھ ہے اور سنبل کی طرح اُس کی زلف ہے۔ اُسکے سینہ پر دو غنچہ دھرے ہیں کوئل کی ایسی بولی ہے اور جسکی زلف کو دیکھ کر سانپ بھی شرما جاتا ہے۔

بِتھورے سُتھرے چیکنے گھنے بے گھو گھروار
اسکین کو زنجیر سے بالا تیرے بار
(عشاق)

زلف بیتھوری یعنی بکھری ہوئی ہے مگر ستھری ہے پریشاں نہیں ہے۔ چکنی ہے اور گھنی گھونگھروالی ہے اسے بالا (چھوکری) (حسین) نوخیز تیرے بال عشاق کے لیے زنجیر کا کام کرتے ہیں۔

اب "بہاری" کا کلام بھی سنیے۔ شب وصل ہے نہیں نہیں کی تکرار ہے اس خیال پر شاعر کیا نازک خیالی دکھلاتا ہے۔ عاشق تن حضرات پڑھ کر پھڑک اٹھیں گے۔

ننک جھوٹ لیس بادلی کون بات پر جائے
تیہ مکھ رتی آرمبھ کی نہیں جھوٹ میٹھائے

شاعر کہتا ہے کہ جھوٹ اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو وہ بھی بدمزہ ہے (یہ کہاوت ہے) اب کس کا اعتبار کرے۔ معشوق کے مُنہ کی قبل وصل کے "نہیں" (انکار) تو جھوٹی ہوتی ہے مگر کس قدر مزہ دار ہے۔

لس بادلی = بدمزہ۔ تیہ = معشوق۔ رتی آرمبھ = آغاز وصل = تو قبل وصل کی بات ہوئی اب خلوت ہے عاشق نے معشوق کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا ہے۔

اس دوہے میں بھی شاعر نے اپنا کمال دکھلایا ہے

بھوں ہتن ترسبت مکھ نٹھت آنکھن سون لپٹاتی
ایںچی چھوڑاوت کرا چی آگے آوتی جاتی

سماں باندھ دیا ہے۔ ابرو پر بل ڈالتی ہے مُنہ سے نہیں نہیں کہتی جاتی ہے اور آنکھوں سے اظہار محبت کرتی ہے ہاتھ کھینچ کر چھڑانا چاہتی ہے مگر ہر دفعہ شاید کہ عاشق کی جانب ہی کھنچی آتی ہے۔ (باقی آئندہ)

(ہندی کا مرثیہ)

مولانا پنچ کی نوٹ بک

مسٹر سی آر داس آنجہانی

پولیٹکل میدان کے شہسواروں سے اور پالیٹکس سے روز بروز محبت کی زیادتی کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ مسٹر سی آر داس کے جنازے میں جتنے آدمی شریک تھے اُسکے آدھے بھی مسٹر تلک کے جنازے میں شریک نہ تھے۔

گزشتہ ہفتہ غم و رنج کا ہفتہ تھا۔ انگریزی اُردو ہندی بنگالی مرہٹی کوئی کا غذ اخبار مشکل سے نکلا جسکے کنارے موٹی موٹی سیاہ جدولوں سے گھرے ہوئے نہوں۔ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں ماتمی علامات کا اظہار نہ کیا گیا ہو خصوصاً مسٹر داس کے وطن مالوف یعنی کلکتہ میں جہاں چار لاکھ آدمیوں کی شرکت جنازہ کی اطلاع ملی ہے۔ سال ڈیڑھ سال اسطرف سے مسٹر داس کا مزاجی اعتدال باقی نہ تھا بیمار رہتے تھے آپ کو اُس وقت سے بڑا تعجب ہے کہ آپ نے ملکی محبت کے کارن سرکاری معافی قبول فرمائی اور جیل خانے کی مصفّا آب و ہوا سے فیضیاب ہوئے۔

اب سوراجیوں کے اکھاڑے میں کوئی پہلوان اس دم داخم کا نہیں ہے ہر چیر کے نظر پنڈت موتی لال نہرو پر پڑتی ہے پنڈت جی نیک نیت ہیں ارادہ کے مضبوط ہیں مگر اپنے صوبہ کے جھگڑوں سے آپ کو نجات نہیں ملتی دوسرے عملاً آپ اتنے سرگرم نہیں جتنے کہ مسٹر داس تھے۔ ہمیں جنازہ پر سیلا لگانے والوں کا جوش عقیدت دیکھنا ہے کہ اُنکے بنائے ہوئے نقشہ پر کہاں تک عمل کرتے ہیں۔ ایسے اشخاص پیدا نہیں ہوتے مگر صاحبانِ ارادہ کے نزدیک داس کا قائل بن جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ جو اشخاص زندگی میں اُن کے فیض سے بہرہ ور ہوتے تھے اگر چاہیں تو موت سے بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور لکھیے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف
منیجر

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سندھا سندھو کٹ - کھانسی - ہیضہ - درد پیٹ درد - قے - دست - سنگرہنی - اطفال زرد چھاتی کے مرض کے لیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں - قیمت ۸ آنہ فی شیشی سب جگہ بکتا ہے۔

دورو گنج کیسری کمینی دوا کر ناجس کے پڑھنے کھرنے والی دوائی دوا قیمت ۲؍

بال سدھا بچوں کی گردہ کی کو دور کرنے بدن کو مضبوط کرنے اور پھرتیلا بنانے والی شیشی ۱۰ قیمت ۲؍ آنہ ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا۔

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب

سول ایجنٹ امرچند اینڈ کو لکھنؤ

دیوان چرکیں

ظرافت کے بیمثل تاجدار کا نایاب دیوان چرکین مجلد قیمتی ایک روپیہ اور لکھنؤ کا مشہور ریختی گو شاعر میر یار علی جان صاحب دیوان جان صاحب اور دیوان ریختی عرف رنگیلی بیگم قیمتی ۱۲؍ اور مجلد قیمتی ایک روپیہ ۴؍ ایضاً کلیات جان صاحب مجلد قیمتی ۲ آنہ جس کا چھپنا پچاس ساٹھ سال سے بند تھا اب چھپ گیا ہے اخبار اودھ پنچ کا حوالہ دے کر جلد منگا لیجئے ورنہ پھر ختم ہو جانے پر مدتوں کف افسوس ملنا پڑے گا۔

پتہ

عظمت بک ڈپو لکھنؤ

آپ کی خواہش ضرور پوری ہو گی

اگر آپ خواہش رکھتے ہیں کہ ہم تمام امراض سے محفوظ رہیں ہمارا جسم مضبوط اور تندرست رہے اور ہمارا بدن قوت دار ہو جسمانی قوت نہایت تیز ہو دماغ تندرست رہے ہمارے اعضا سے جسمانی اور قوت روحانی ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں اور عمر دراز ہو کر ہماری اولاد بھی مضبوط ہو اور خوش رہے تو تجربات مزاج عالم کا خطاب رکھنے والی انگ گولیوں کا استعمال کریا ہے گولیاں جریان احتلام سرعت ..... نامردی وغیرہ کو تھوڑے ہی عرصہ میں دور کر دیتی ہیں قیمت فی ڈبیہ عدد ۵ ڈبیہ عدد محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ

ویسٹ انشتری جام نگر کاٹھیاوار

لکھنؤ کا ایجنٹ امرچند اینڈ کو

مایوس نہوں

اگرچہ اشتہاری دنیا نے لوگوں کو بدظن کر دیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلا عجیب جو رفتہ رفتہ ۲۰ یوم کے لیے قیمتی ۱۲؍ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں اگر اس مختصر عرصہ میں بحیرت انگیز فائدہ آپ کے عضو مخصوص کو موٹا قوی دراز کر کے کجی - ٹیڑھا پن - سستی - کوتاہی نیز جلق کے منحوس اثرات کو دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۴۰ یوم کے لیے طلا صرف ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک میں طلب فرمائیں ۲۰ یوم تک جماع سے قطعی پرہیز کریں خوانخواہ مجبور بھی کرے پوری شیشی کے ہمراہ حبوب مقوی باہ و دافع جریان بلا قیمت روانہ ہو گا قیمت پوری شیشی ہائے ۱۱ یوم ۱۲؍ محصول ڈاک اگر ہر حالت میں ذمہ خریدار ہو گا پوری شیشی طلا کے خریدار سے بصورت عدم فائدہ قیمت اور دس سال کے اندر اندر زائل ہو جانے پر دوبارہ مفت بھیجنے کا حلفیہ وعدہ۔

حبوب مستی

ایک گولی کی کر گھنٹوں صحبت کا لطف اٹھائیے

لطف یہ ہے کہ اگر آپ لوگ ادھیڑ ہیں تو کسی طرح کا نکان بھی نہ ہو جسم پھرتیلا اور نہایت قوی رہے گا جبتک کہ زبان پر نہ رکھیں گے ہرگز ...... نہ ہو گا بعد جماع ایک گولی کھائیں تو تمام کمزوری اور نکان رفع ہو کر طبیعت پھر تازہ ہو جائے گی اور پھر دوبارہ جماع کرنے کی قوت پیدا کر دے گی جتنی مرتبہ مباشرت کریں گے ہر مرتبہ پہلی ہی سی قوت پاویں گے مشہور ہے کہ حضرات ہمیشہ استعمال کرتے رہتے ہیں جسکی بدولت ساٹھ سالہ بڈھا جوانی کا دم بھرنے لگتا ہے امساک کی اس سے بڑھ کر بے نظیر گولیاں ملنی غیر ممکن ہیں قیمت ایک درجن ۲؍ (دو روپیہ)

سفوف شباب

لطف ہے تجھ سے کیا کہوں واعظ ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

یہ سفوف بھی عجیب سفوف ہے کہ جس کو استعمال کر کے جماع کرنے سے معشوقہ عمر بھر کے لیے اپنی مطیع ہو جاتی ہے لطف کی زیادتی کی وجہ سے بیہوشی تک نوبت آئے گی عضو پر مالش کرنے ہی امساک اور قوت کی بھرمار ہو گی زن اور شوہر کے تعلقات کو حقیقی معنوں میں عشق کے درجہ تک پہونچائے گی سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہو گی کہ پھر اس عورت کو کوئی دوسرا صحبت ذکر سکے گا نہ وہ کسی کے ساتھ آمادہ ہو گی۔ اگر اب تک اسکا استعمال نہیں کیا تو گویا آپ نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا قیمت ایک شیشی عہ دو شیشی ۳؍ تین شیشی للعہ - محصول ڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر

منیجر دواخانہ عظمت العلاج لکھنؤ

فائدہ نہو قیمت واپس

طلاء ممسک ایک ہی رات میں نامرد کو مرد بنا دیتا ہے زبردست ممسک طلا ایک گھنٹہ لگا کر اس غضب کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ طبیعت ضبط مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے امساک بدستور قائم رہتا ہے اور صبح تک دوگنی ہو جاتی ہے دوران مباشرت قوت بڑھتی ہر لحظہ بڑھتی جاتی ہے قیمت صرف دو روپیہ فی شیشی علاوہ محصول۔

روغن طلند یہ روغن بہت طلند اور مثل ہے صرف ایک بار استعمال کر کے جماع کرنے سے معشوقہ عمر بھر کے لیے مطیع ہو جاتی ہے اور لطف کی زیادتی کی وجہ سے صرف ایک دوسرے پر عاشق اور فریفتہ ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی صرف دو روپیہ - علاوہ محصول۔

حبوب ممسک ایک گولی کھا کر گھنٹوں صحبت لطف اٹھائیے - لطف یہ ہے کہ اگر آپ کمزور بھی ہونگے تو کسی طرح کا تکان بھی نہ ہو گا جسم پھرتیلا اور نہایت قوی رہیگا جبتک ترشی نہ چکھیں ہرگز ...... نہ ہو گا قیمت فی درجن ایک روپیہ علاوہ محصول - حوالہ اخبار ضروری دیجیے۔

نوٹ - کوئی دوا حسب تحریر ثابت نہو تو حلفیہ تحریر آنے پر واپسی قیمت کی شرط ہے۔

عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

ایک صاحب اس نادر و قابل قدر کتاب تجربات نفیسی مصنفہ حکیم نفیسی پرشاد زیر مطالعہ کر لیجئے وہ اپنی نیز دوسروں کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کرنے کے قابل بن جائینگے اور اگر وہ چاہینگے تو اسکے ذریعہ دوا و علاج میں سینکڑوں روپیہ کی آمدنی پیدا کرینگے اسمیں ہر مرض کے لیے نایاب مجرب نسخہ جات ہیں جو کوڑیوں میں تیار ہوتے اور فقیروں کی طرح فائدہ دکھلاتے ہیں قیمت فی کتاب مجلد ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ایک کتاب خریدنے پر ایک کتاب مفت۔

مفت لو جو صاحب آرڈر تحریر فرمائیں اور دو خواں لوگوں کے نام معہ پورے پتے کے لکھ بھیجینگے تو چراغ صحت ماہی رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڈھ شہر (یو پی)

فریگرنٹ ٹوتھ پوڈر

دانت کی صفائی اور صحت منظور ہے تو خوشبودار منجن ایس علی حیدر اینڈ سنز کا بنایا ہوا استعمال کرو تین ڈبیہ کی قیمت ۱۵ ارجنب ڈبیہ کی قیمت ۸؍ ایک درجن ڈبیہ کی قیمت ۱؍ علاوہ محصول ڈاک

المشتہر

علی حیدر اینڈ سنز امروہہ مراد آباد